از حضرت مولانا لطافت الرحمٰن صاحب سواتی
سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ

ریاست سوات
کے
"دینی علوم وفنون کی خدمت"

صوبہ سرحد کا یہ میدانی اور پہاڑی مخلوط سرسبز وشاداب حصہ ملک سوات جو ماضی بعید میں حقیقتاً سواد اسوات ہی تھا کیونکہ روئے زمین کا اکثر حصہ جنگلات اور بنوں سے سیاہ تھا۔ نیز لوگوں کی اکثریت کے اخلاق وعادات ورسوم رواجات تمدن ومعاشرہ جاہلانہ اور سیاہ تھے۔ اور کسی حد تک نوجوانوں اور کم سن لڑکوں کا لباس بھی سیاہ ہوتا تھا تاہم اس تمام سواد وسیاہی کے باوصف یہاں پر ہر دور میں علوم وفنون کے درس وتدریس کا چرچا رہا ہے۔ ملک سوات اور اس کے متعلقات کی تاریخ کا یہ ایک زریں باب اور اس ملک کے باشندوں کا یہ ایک مایۂ ناز فخر ہے۔ کہ اس ملک میں بادشاہ صاحب سوات کی باضابطہ حکمرانی اور بادشاہت سے پہلے بھی علوم عربیہ سے وابستگی رہی ہے۔ اور یہ لوگ ہر چند اپنے روایتی فتنوں اور خانہ جنگیوں میں سرگرم ومنہمک ہوتے تھے۔ مگر پھر بھی ان کے اندر دینی مذہبی تصلب مہمان نوازی بہادری وغیرہ اچھے اوصاف کے علاوہ علم دوستی علم پروری بھی تھی۔ اور یہاں جو علماء کے درس یا ترقی یافتہ عنوان سے درس گاہ وغیرہ ہوتی تھیں ان کے فیض یافتہ علماء فنی قواعد واصول کلیات وضوابط اور مختلف علوم وفنون کے متون کے حافظ ہوتے تھے یہ نہیں کہ کسی مسئلہ کی تحقیق کے لئے مطالعہ کرکے بتاتا ہو جیسا کہ آج کل کے نامور علماء۔ اور پروفیسر حضرات وقتی طور پر تحقیق ومطالعہ سے کام چلایا کرتے ہیں بغرض یہ کہ ان کے پاس استحضار ہی استحضار ہوتا تھا۔ اور پسماندگی کا اثر یہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ اپنی محدود استعداد کو وقعت دینے اسی طرح اپنے محفوظات سے ہٹ کر کسی اجتہادی ملکہ پیدا کرنے پر قادر نہ تھے۔ بلکہ اکثر وہی لکیر کے فقیر ہوتے تھے اور اگرچہ اس ملک میں اس وقت طباعت وصحافت کا سلسلہ یکسر مفقود تھا۔ بلکہ یہاں تک کہ خط لکھنا بڑی بات تھی۔ لیکن پھر بھی تصنیف وتالیف کی راہ میں اس وقت کے سوات کی چند علمی کتابیں سوات کی علمی تاریخ کا ایک زندہ وتابندہ حصہ ہے جس میں تحریر کندپانشرح سلم العلوم۔ تحریر سمبٹ شرح کافیہ۔ حاشیہ امانیہ۔ حاشیہ مطول۔ زبدۃ الحواشی مطول۔ مفتاح الشافیہ۔ اصلاح الرسوم وغیرہ کتابیں نہایت بلند مشہور اور اس ملک کا علمی سرمایہ ہے اور یوں تو سوات میں ماضی قریب وبعید کے درسوں کا شمار ان کی تفصیلات اور ان کے

چلانے والے فنی یا جامع چوٹی کے علماء اور مدرسین کی کوئی تاریخ یادداشت موجود نہیں ہے۔ تاہم میری طالب علمی کے زمانہ میں اور اس سے کچھ قبل یعنی سنہ ۱۹۱ء کے نصف اول میں جن علماء کے یہاں درس ہوتے تھے ان میں چند حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کندیا ملا صاحب کندیا
۲۔ ملا صاحب ۔ سمبٹ
۳۔ مولانا امان اللہ خان صاحب
۴۔ مولانا خان بہادر صاحب مارتونگ
۵۔ صاحب حق محمد نذیر صاحب
۶۔ مولانا صاحب گونبگہ
۷۔ مولانا صاحب ایلی
۸۔ قاضی بابا صاحب قمبر
۹۔ مولانا عبدالرشید صاحب قمبر
۱۰۔ مولانا عبدالحلیم صاحب اوڈیگرام
۱۱۔ قاضی عرفان الدین صاحب بڑے خیلہ
۱۲۔ پیر صاحب طوطکان
۱۳۔ مولانا صاحب چونگئی
۱۴۔ مولانا صاحب منگلور
۱۵۔ نعمان قاضی صاحب بیرہ بانڈی
۱۶۔ قاضی بابا دہلی
۱۷۔ بازید مولوی صاحب سرسینئی
۱۸۔ شہزادہ باچا صاحب شکردرہ
۱۹۔ قاضی عبدالکریم صاحب شیر پلم
۲۰۔ چکیسر بابا صاحب شیر پلم
۲۱۔ قاضی عبدالرحیم صاحب رونیال
۲۲۔ میاں صاحب برتھانہ
۲۳۔ قاضی صاحب رونگار
۲۴۔ قاضی صاحب دارمئی
۲۵۔ ملا دادا صاحب تیرات
۲۶۔ صاحب الحق صاحب فتح پور
۲۷۔ قاضی نورگل صاحب کورے
۲۸۔ مولانا صاحب شاپین
۲۹۔ بازارہ مولوی صاحب چارباغ
۳۰۔ مولانا مفتاح الدین صاحب جورہ

<u>مولانا مفتاح الدین صاحب جورہ سوات</u> | ہیں یہاں اسی فہرست کی آخری شخصیت اور علماء کاملین میں سے ایک نہایت عالم باعمل فاضل اکمل، مفسر و محدث، فقیہہ و متکلم جامع العلوم مولانا مفتاح الدین جورہ سوات کا مختصر حال اس روئیداد کا حصہ اس مناسبت سے بناتا ہوں کہ "دارالعلوم مٹہ سوات" کو مرحوم کی علمی برکات اور الباقیات الصالحات سے قریبی تعلق ہے۔ کیونکہ میں خود بحیثیت خادم و مہتمم دارالعلوم مٹہ سوات اور جناب مولانا عبدالرحمن صاحب صدر مدرسہ دارالعلوم مٹہ سوات اور مولانا بہرہ مند صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم مٹہ سوات۔ نیز اس دارالعلوم کے دیگر علماء حضرات مولانا صاحب جورہ کے فیوض علمیہ سے یا تو براہ راست فیض یاب ہیں یا بالواسطہ۔ بہرصورت مرحوم کے مختصر حالات حسب ذیل ہیں:

نام معہ ولدیت مفتاح الدین ولد فراشش الدین

مقام ولادت ۔ قلعہ گئی سنگھ تحصیل مٹہ ضلع سوات

سن ولادت ۱۳۰۲ھ

وفات وقت عصر روز جمعہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ

باقی آپ کے علمی، دینی، اخلاقی، سوانح وحالات اور بلند و پاکیزہ کارناموں کا استقصار دشوار بھی ہے اور علاقہ کی پسماندگی کے سبب کوئی کارنامہ قلم بند بھی نہیں ہے۔ تاہم میں بھی اس بحر ذخار اور علامہ روزگار کے وسیع خرمن علم کا خوشہ چین رہا ہوں اور انہیں کی راہ نمائی اور شوق ورغبت دلانے سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میرے برادر بزرگ مولانا محمد قاضی خان صاحب فاضل دیوبند کو دیوبند جانا نصیب فرمایا ہے۔ اس وجہ سے چند موثق حالات لکھتا ہوں جو خود میرے مشاہدے یا علم میں آچکے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند اور مرحوم | مرحوم سوات اور صوبہ سرحد کے درسوں میں مسلسل پندرہ سال کسب وتحصیل کرکے علوم متداولہ سے تقریباً فارغ ہی ہوئے تھے۔ مگر اعلیٰ تعلیم اور تکمیل علم کی خاطر اپنی عمر کے اکتیسویں سال میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا اعزاز علی اور مولانا رسول خان جیسے اکابر اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ اور یہاں سے فراغت وتکمیل کے بعد ایک سال بریلی (انڈیا) میں ایک سال صوبہ سرحد خانمائی میں۔ چند سال قلعہ گی سوات میں۔ پانچ سال پیر کلی سوات میں علوم وفنون کا درس دیتے رہے۔ اور اپنی زندگی کا آخری علمی فروغ ووقار۔ جاہ وجلال اور شوکت وحشمت احیار سنت کا تابناک زمانہ اٹھارہ سال مسلسل جورہ سوات میں حدیث، تفسیر، فقہ، اصول فقہ، بلاغت وبیان صرف نحو وغیرہ پڑھاتے رہے تا آنکہ بالآخر جورہ ہی میں وفات پا گئے۔ غفر اللہ وارضاہ وجعل فی جوارہ مثواہ ومأواہ۔

مرحوم کا درس اور علمی عظمت | آپ کے درس کی عظمت ووسعت کو بہت لوگوں نے دیکھا ہے۔ قیام قلعہ گئی کے دوران خود دونوں قلعہ گئی اور آس پاس کے تمام دیہات اور شانگواٹی میں طلبہ علم کی فوج رہائش پذیر ہوا کرتی تھی اور ازاں بعد جورہ میں قیام تو آپ کی علمی زندگی کا ہر لحاظ سے نہایت بلند دور ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر پہلو سے وہ سامان فراہم کیا جس سے اس آفتاب رشد وہدایت کو ضیا پاشیوں کا سازگار اور بہتر موقع میسر ہوا اور مرحوم کی محفل درس نے ایک عظیم الشان علمی درسگاہ کی صورت اختیار کی جس میں افغانستان۔ بلخ بخارا۔ ترکستان۔ باجوڑ دیر۔ کونڑ۔ پشاور، مردان، سوات، کوہستان وغیرہ۔ دور دراز علاقوں کے طلبہ بلکہ علماء مدرسین تک آکر علم حاصل کرتے تھے اور اس سرچشمہ علوم سے فیض یافتہ علماء مختلف بلاد واوطان میں پھیل کر سنتہ سنیہ علی صاحبہا الوف التحیہ کی ترویج کرتے رہے۔ آپ قیام جورہ کے اس دور میں دینی دنیوی ہر طرح سے جلال وعظمت وجاہت واستقامت اور علمی وقار کا نمونہ تھے۔ ایک طرف صبح سے شام تک حدیث، تفسیر، فقہ معانی وغیرہ کی بالائی کتابوں کا نہایت محققانہ اور

دل کش درس ہوتا تھا۔ جس میں باذوق طالب علموں کو وجد آتا تھا اور علماء دین کے علمی اجتماعات کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ دوسری طرف حکام وعوام جس ادب و احترام سے پیش آتے تھے وہ بھی موصوف کی استقامت فی الدین اور مقبولیت عند اللہ کا شاہد عدل تھا۔ حکمران سوات جناب بادشاہ صاحب مرحوم، جناب خان بہادر صاحب سلطانت خان۔ نیز اس وقت کے حکومت کا حزب اختلاف جناب دارمی خان صاحب اور ان کے تمام عظیم بیٹے اور ان کی پارٹی کی سب خوانین مرحوم کے نہایت قدردان تھے۔ حالاں کہ ان کی رہائش جورہ میں تھی جو حکومتی فریق کا گڑھ اور خان بہادر سلطانت خان کا مقام تھا گویا اس ملک کے معززین، خوانین بلکہ عام باشندے تک اس نظریہ پر عمل پیرا ہیں۔ کہ ملکی باہمی سیاست واختلاف اپنی جگہ ہو اور دینی شعائر اور مذہبی علماء کی تعظیم منبر ومحراب کی طرح ثالثانہ اور تمام پارٹیوں کے لئے عقیدت مندانہ ہو۔ اور جس طرح قوم وملک کے سرکردہ خوانین اور حکومت وقت کا لوگوں پر اقتدار تھا۔ اس سے زیادہ اس دور میں علماء سب کے لئے قابل احترام اور لائق تعظیم وتکریم تھے۔ وحق ماقیل ؎

ان الملوک یحکمون علی الوریٰ   وعلی الملوک یحکم العلماء

ملکی رسوم اور مرحوم | یوں تو مرحوم کا جذبہ احیاء سنّت اور رسوم بدعات کی بیخ کنی ایک واضح حقیقت ہے جس کے بارے میں مرحوم نے کتاب "اصلاح الرسوم" بھی تحریر فرمائی ہے۔ مگر اس سلسلہ میں صرف اپنے ساتھ ایک پیش آمدہ واقعے کو قلم بند کرتا ہوں جس سے اوپر کے عنوان پر نہایت زبردست روشنی پڑتی ہے وہ اس طرح ہوا کہ ۱۳۵۴ھ میں جب میں تعطیلات کے دوران دیوبند سے گھر (رونیال) آیا تھا۔ تو ایک جمعہ کے روز حضرت استاذ المرحوم کی خدمت میں حاضر ہوگیا تھا اور اگرچہ نماز جمعہ کے لئے میرا پروگرام رونیال کو واپس ہونے کا تھا لیکن استاذ مرحوم کے ارشاد پر جورہ ہی میں نماز جمعہ کے لئے ٹھہرنا پڑا۔ تیاری جمعہ اور سنتوں کے پڑھنے کے دوران میرے پاس مرحوم کی جانب سے پیغام آیا کہ نماز جمعہ تمہیں پڑھانی ہے مجھے اگرچہ جمعہ پڑھانے میں کسی عذر وتامل کی وجہ تو نہ تھی مگر جورہ کی حیثیت اس دور میں مملکت سوات دار الخلافت نمبر ۲ کی تھی جس کے تحت خان بہادر صاحب مرحوم کے پاس سوات کے مختلف علاقوں کے بے شمار خوانین، حکام اور عوام کے وفود اور جرگہ جات کے لوگ موجود ہوتے تھے۔ اور ان سب لوگوں کو خان بہادر صاحب کے ہمراہ نماز جمعہ میں شریک ہونا تھا۔ اور اس طرح نماز جمعہ میں مقامی اور قریبی شرکاء کے علاوہ ان لوگوں کی بھی شرکت تھی جو مذہب کے نام سے رائج الوقت رسوم وبدعات پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ ادہر میری جوانی کا وقت تھا اتفاق سے میرے سر پر رومی سرخ ٹوپی تھی جس کا گچھا پیچھے لٹک رہا تھا جب کہ اس وقت اسی طرح کی ٹوپی نوجوان طالب علموں کے لئے سر پر رکھنا خود دیوبند میں بھی معیوب نہ تھا۔ چنانچہ میں نے صرف اس ٹوپی کے زیر نظر پیغام لانے والے جناب شکورے ملا صاحب مرحوم کے ذریعے استاذ مرحوم کو کہلا بھیجا کہ میرے سر پر جو ٹوپی ہے اس کو ہٹا کر رومال یا عمامہ باندھ لوں یا اس ٹوپی ہی میں خطبہ دوں اور نماز بھی پڑھا دوں۔ اس پر مرحوم کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اس ٹوپی ہی میں تم

سے جمعہ پڑھوا کر اس عظیم مجمع کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ امام کے لئے عمامہ یا رومال باندھنا کوئی ضروری اور لازمی امر نہیں ہے۔

مرحوم اور ذکر دیوبند — اس اصول کے تحت "من احب شیئاً اکثر ذکرہ" مرحوم دارالعلوم دیوبند اور وہاں کے اکابر حضرت انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر سے تو شاید ہی مرحوم کا کوئی درس یا علمی مجلس خالی ہو جس وقت ہم تین ساتھی میں اور قاضی احمد صاحب شونگڑہ، مولانا عبدالحق صاحب شر پلم موجودہ صدر محکمہ قضا مٹہ مرحوم سے شرح وقایہ پڑھتے تھے۔ اور مولانا عبدالحیؒ کے عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ سے بہت متاثر تھے۔ اور اس میں حضرت شاہ صاحب کا ذکر خیر بھی آیا تو میں نے طالب علمانہ جسارت کر کے پوچھا کہ حضرت شاہ صاحب بڑے عالم تھے یا مولانا عبدالحیؒ صاحب لکھنوی۔ مرحوم نے جواب میں فرمایا کہ مولانا عبدالحیؒ صاحب مرحوم بہترین ناقل اور عالم و فاضل تھے۔ مگر شاہ صاحب تو تمام علوم میں بلکہ اجتہاد کے عامل تھے۔ اب اس جواب باصواب کا لطف تو اصحاب علم ہی اٹھا سکتے ہیں ؎

بہ سر قصۂ بلقیس و قصۂ ہدہد — کسے رسد کہ شناسائے منطق الطیر است

بہر کیف مرحوم کی جانب سے دارالعلوم دیوبند سے والہانہ وابستگی اور ذکر و تذکار مجھ جیسے ناکارہ نالائق سیہ رو اور خطا کار کے لئے دیوبند جانے کا ایک سبب بنا اور اگرچہ اس مقدس مقام کی برکات و فیوض سے میرا بے بہرہ آنا ہی تھا کیونکہ ؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل — کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

تاہم حدیث کا یہ فقرہ کہ " لایشقی جلیسہم " اپنی جگہ ایک عظیم حقیقت ہے کیونکہ ع

مے خانہ کا محروم بھی محروم نہیں ہے

یعنی وہی علمی اور دینی جذبۂ علوم اور احیاءِ سنّت کا موروثی ولولہ تھا۔ اور اپنے اکابر دیوبند سے وہی روحانی لگاؤ اور رابطہ تھا۔ جس نے اس حقیر نابکار مولوی رونیال " لطافت الرحمان " کو دارالعلوم مٹہ سوات کے قیام کا داعی اور محرک بنایا۔ اور اس نے مورخہ ۱۹ر جون ۱۹۷۵ء کو اپنے گاؤں رونیال میں علاقہ تحصیل مٹہ کے تقریباً تمام علماء کرام کا اجلاس بلایا۔ جس میں کم و بیش پچاس علماء نے شرکت فرمائی اور چار چھ گھنٹے کے اجلاس میں متفقہ طور پر یہ تجویز پاس کی گئی کہ مقام مٹہ میں " دارالعلوم مٹہ سوات " کے نام سے توکل علی اللہ کر کے مدرسہ قائم کیا جائے ۔

پہلا سفینہ
ایم وی مکران

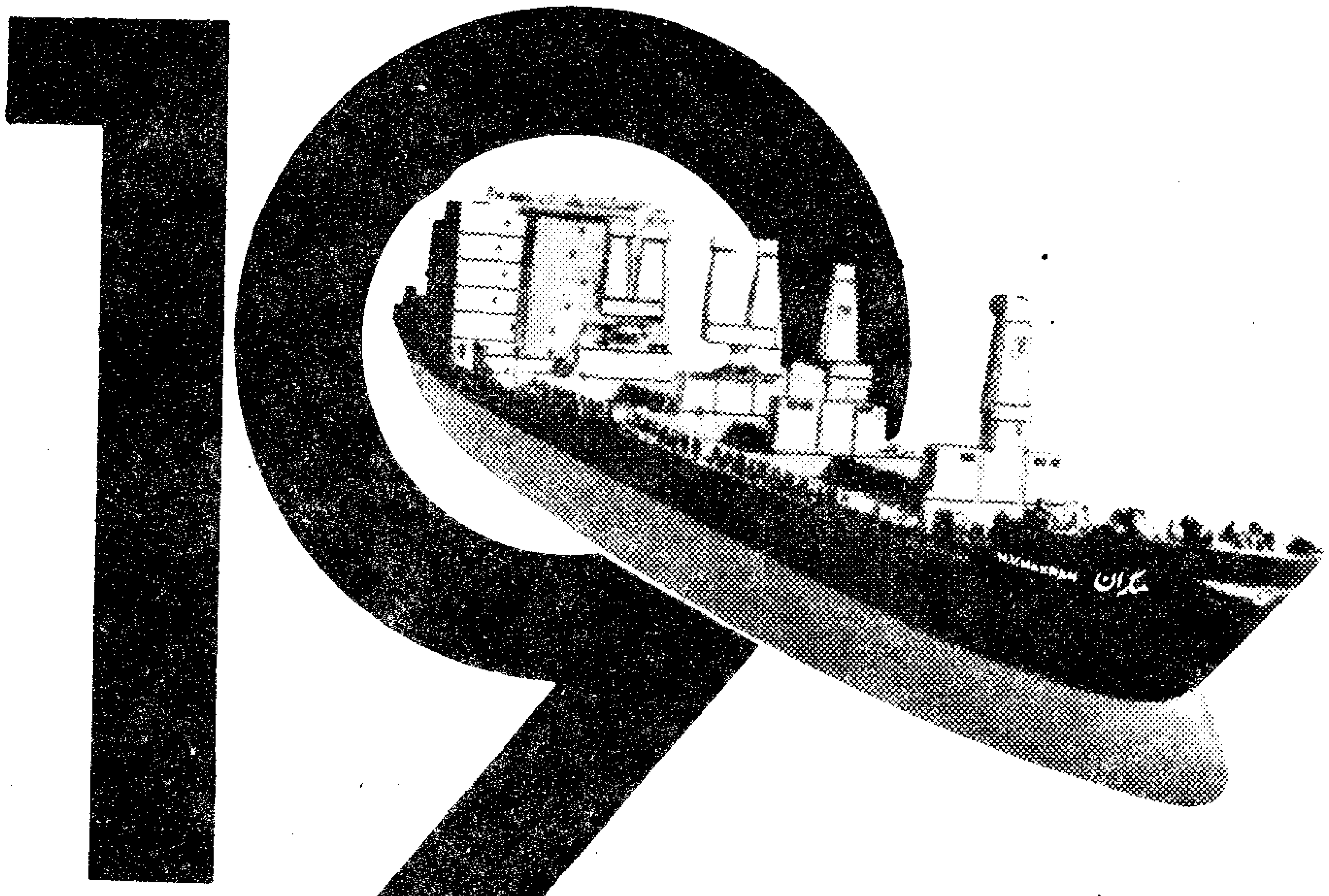

۱۹ تجارتی جہازوں میں پہلا جہاز۔
اور اب تک سب سے بڑا ——
ایم وی مکران ۴ ار دسمبر ۱۹۷۹ء کو کوپن ہیگن ڈنمارک میں
پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن کے حوالے کر دیا گیا ہے۔
بقیہ ۱۸ جہاز آئندہ دو سال کے دوران حاصل کئے جائیں گے۔
اس طرح پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن
ہموطنوں کو جدید ترین تجارتی سہولتیں فراہم کرتی ہے۔

PNSC
پاکستان نیشنل
شپنگ کارپوریشن

Paragon ● 80 PNSC